محمد الیاس خان
محمد ارشد خان

مشرقی ترکستان یا سنجیانگ: ماضی، حال اور مستقبل (۱)

مشرقی ترکستان یا چینی ترکستان جسے سنکیانگ (اب سنجیانگ، نئی سرزمین) بھی کہا جاتا ہے، براعظم ایشیا کے وسط میں واقع ہے۔ یہ دراصل وسیع تر ترکستان یا "وسطی ایشیا" کا مشرقی حصّہ ہے۔ ۱۸ لاکھ ۲۸ ہزار مربع کلومیٹر سے زائد رقبے پر پھیلے ہوئے اس خطّے کو چین کا سب سے بڑا صوبہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ کل چینی رقبہ کا چھٹا حصّہ مشرقی ترکستان پر مشتمل ہے۔ اس کی آبادی ایک کروڑ ستر لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جس میں ۳۷ فیصد ہان چینی باشندے شامل ہیں۔ اس کی سرحدیں شمال مشرق میں منگولیا، جنوب مغرب میں سابق سوویت وسط ایشیائی جمہوریاؤں (قازقستان، کرغیزستان اور تاجکستان)، جنوب میں تبت اور مشرق میں چین کے ساتھ ملتی ہیں[۱]۔

تیان شین کا پہاڑی سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے جو مشرقی ترکستان کو دو حصّوں میں تقسیم کرتا ہے۔ چھوٹا شمالی حصّہ جنگاریہ (Jungaria) کہلاتا ہے جبکہ جنوبی حصّہ کاشغیریہ کہلاتا ہے۔ زمانہ قدیم سے جنگاریہ اور کاشغیریہ کے نخلستانوں میں مصنوعی آبپاشی کے ذریعے کاشتکاری کی جاتی رہی ہے[۲]۔

مشرقی ترکستان اس وقت کم و بیش تیرہ قومیتوں کا مسکن ہے۔ یہ قومیتیں ویغور، قازق، ہان (چینی)، دنگن (ہوئی)، منگول، کرغیز، روسی، ازبک، مانچو، انڈین، تاتار، خانہ بدوش اور دیگر قبائل پر مشتمل ہیں[۳]۔ ماضی میں مشرقی ترکستان مختلف ممالک کے باشندوں، مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان پل کا کام دیتا رہا ہے۔ چینی اور بھارتی زائرین اور تاجر باہمی روابط اور تجارت کے لیے اسی راستے کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ چینی ریشم اور دیگر مصنوعات وسطی ایشیا کے ذریعے رومن اور بازنطینی سلطنت کے علاقوں میں مشرقی ترکستان کے راستے ہی پہنچتی تھیں[۴]۔

اسلام کی آمد

آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں جب اسلامی سلطنت کی حدود پھیلنے لگیں اور اسلامی تعلیمات کی کرنیں اقصائے عالم کو منور کرنے لگیں تو وسطی ایشیا کا خطّہ بھی اس نعمت سے محروم نہ رہا۔ "اسلامی تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں نور اسلام کی کرنیں اموی خلافت کے دور میں پہنچیں۔ اموی خلافت کے دورِ عروج میں والیٔ عراق حجاج بن یوسف نے اسلامی قلمرو میں توسیع کا منصوبہ بنایا۔ حجاج نے چین کی طرف پیش قدمی کے لیے خراسان کے گورنر معروف جرنیل قتیبہ بن مسلم کو روانہ کیا۔ قتیبہ نے ۷۰۵ء سے لے کر ۷۱۵ء تک بلخ و بخارا اور سمرقند کے ترکوں کو زیر کرنے کے لیے مسلسل حملے کیے۔ ان علاقوں پر غلبہ پانے اور یہاں مسلمانوں کی حکومت مستحکم کرنے کے بعد اُنھوں نے چین کے سرحدی شہر کاشغر پر قبضہ کر لیا۔ حملہ آور مسلم فوج کے عسکری پیشے سے متعلق بعض مسلمان اس علاقے میں آباد ہو گئے۔ ان نو آباد کار مسلمانوں کی نسل آج بھی یہاں آباد ہے[۵]"۔ یہاں اسلام کی آمد سے قبل ہی ترکی بولنے والے باشندے تاریم طاس (Tarim Basin) کے نشیبی علاقوں میں آباد ہونا شروع ہو گئے تھے۔ نویں صدی عیسوی کے دوران عرب جغرافیہ دانوں نے خطّے کو [بشمول مغربی ترکستان جو آج کے نو آزاد وسط ایشیائی ریاستوں پر مشتمل ہے] "ترکستان" کا نام دے دیا تھا۔ تیرھویں صدی عیسوی میں یہ خطّہ منگولوں کے زیر قبضہ چلا گیا۔ اس دوران بھی مشرقی ترکستان نے مسلم اور ترک خصوصیات برقرار رکھیں۔ تاریخ میں ایسا پہلی بار ہوا کہ منگولوں نے تمام "اندرونی ایشیا" کو ایک ہی سلطنت کے تحت متحد کر دیا[۶]۔

منگولوں کے زوال اور چینی منگ عہد کے آغاز (۱۳۴۴ء) میں "اندرون ایشیا" پر چینیوں کے اقتدار کی چولیں ڈھیلی پڑ چکی تھیں۔ تیمور لنگ نے ۱۴۰۴ء میں موقع سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کرتے ہوئے ایک بہت بڑی فوجی مہم کی تیاری کا حکم دیا جس کا مقصد چین کے زیر تسلّط ترک علاقوں کو تیموری سلطنت میں شامل کرنا تھا۔ اگرچہ اس مہم کے دوران چمکنت میں تیمور کی وفات (فروری ۱۴۰۵ء) کی وجہ سے چینی ترکستان کو تیموری سلطنت میں شامل تو نہ کیا جا سکا تاہم تیمور کی چین کے خلاف حملے کی خبروں ہی نے چینیوں کو علاقے سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور یوں اُنہیں خطّے پر اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑے[۷]۔ بہر حال خطّے سے متعلق چینیوں کے عزائم برقرار رہے۔ لیکن اگلی تین صدیوں تک (۱۴۰۵ء سے اٹھارویں صدی کے وسط تک) چینی بوجوہ ترکستان میں اپنا اقتدار قائم نہ رکھ سکے۔ اس دوران مشرقی ترکستان میں اولاً منگول اور (پھر سترھویں صدی میں) مقامی خوجے برسرِ اقتدار رہے[۸]۔

مشرقی ترکستان پر "خوجاؤں" کا اقتدار

پندرھویں صدی میں مشرقی ترکستان میں منگول حکمرانوں کے تحت اقتدار کے متعدّد مقامی مراکز جنم لے چکے تھے۔ یہ منگول حکمران جو اگرچہ چنگیز خان کے سلسلۂ نسب سے تعلق رکھنے کا دعوی کرتے تھے، سب کے سب مسلمان اور ترک تھے۔ ان منگول حکمرانوں ہی کے عہد میں مذہبی رجحان رکھنے والے لیڈروں نے جنہیں مقامی زبان میں خوجہ کہا جاتا تھا خطّے میں اثر و نفوذ حاصل کرنا شروع کر دیا۔ خوجوں کا یہ سلسلہ ایک صوفی بزرگ مختوم اذیان سے شروع ہوا جو بخارا سے کاشغر آیا تھا۔ مختوم اذیان اپنے سلسلۂ نسب کے ڈانڈے نبی آخر الزمان ﷺ سے ملاتے تھے۔ اس کے جانشین دو حریف گروہوں میں منقسم ہو گئے تھے۔ سترھویں صدی کے دوران میں یہ "خوجے" منگول حکمرانوں کے اقتدار کا خاتمہ کر کے خود مشرقی ترکستان کی city states اور municipelaties کے حکمران بن بیٹھے۔ دریں اثناء مغربی ترکستان میں خوقند کی خانیت (Khanate) مضبوط و مستحکم ہو گئی تھی اور اس کے سیاسی اور مذہبی اثرات مشرقی ترکستان تک بھی پھیل گئے تھے۔

منگ عہد حکومت کا خاتمہ

۱۶۴۴ء میں چنگ خاندان منگ عہدِ حکومت کا خاتمہ کر کے چینی اقتدار پر قابض ہو گیا۔ چنگ اقتدار کو اندرونِ ایشیا کے محاذوں پر بڑھتے ہوئے روسی سامراج کے نئے چیلنج کا سامنا تھا۔ روسی سامراج کا یہ دباؤ شمال میں منگول اکثریتی علاقوں میں پہلی دفعہ محسوس کیا جانے لگا۔ اس دوران سامان تجارت کی وسطی ایشیا کے راستے مشرقِ وسطیٰ اور یورپ کی جانب نقل و حرکت میں کمی واقع ہونا شروع ہو گئی۔ البتہ خطّے کی چین کے ساتھ تجارت پر کوئی اثر نہ پڑا۔ دوسری طرف مشرقی ترکستان کے مختلف مسلم خطّوں کو یکجا اور متحد کرنے کے لیے مشرقی ترکستان کے باشندے کسی رہنما کی تلاش میں تھے[۹]۔

۱۷۶۰ء میں چین کو "اندرونی ایشیا" پر مضبوط گرفت حاصل ہو گئی۔ پوری ایک صدی کے بعد ۱۸۶۰ء میں چنگ (مانچو نظام) کمزور پڑ گیا جب کہ روسی اثر و رسوخ وسطی ایشیا تک پھیل گیا۔

مسلم بغاوت

مانچو حکومت کی مخالفت میں ترک مسلمان تنہا نہ تھے۔ چینی دنگن (ہوئی) مسلمان اس مذہبی تحریک میں جسے "ہان چینیوں" نے "نئی تعلیمات" کے نام سے روشناس کرایا، پیش پیش تھے۔

خطّے میں پہلے پہل روایتی اسلام کو فروغ ملا۔ اس کے بعد صوفی سلسلوں کو قبولیت حاصل ہوئی جو سترھویں صدی عیسوی کے اواخر میں بہت اہمیت اختیار کر گئے تھے۔ انیسویں صدی کے آخری حصّے میں دنگن (ہوئی) مسلم اکثریتی علاقوں میں جدیدیت کی حمایت اور مخالفت کی تحریکوں نے جنم لیا۔ مانچو

حکمرانوں کے خلاف بغاوت کے جذبات پیدا ہوئے جنہیں سرد کرنے میں چینی حکمران ناکام رہے[10]۔

مشرقی ترکستان میں چینی خوجوں کا اثر و نفوذ ختم کرنے میں کبھی بھی کامیاب نہ ہوسکے۔ کیونکہ یہاں سے فرار ہونے والے خوجوں نے خوقند کو اپنا مستقر بنا لیا تھا۔ مانچو نظام کے خلاف مشرقی ترکستان میں پہلی بغاوت ۱۷۶۳ء میں حمید اللہ بیگ کی قیادت میں اٹھی۔ اس بغاوت کا مرکز اُچ ترفان (Uchturfan) قصبہ تھا۔ چینیوں نے اس بغاوت کو کچل دیا۔ نتیجتاً مشرقی ترکستان کے ہزاروں مسلمان باشندے مغربی ترکستان کی طرف فرار ہوگئے[11]۔

خوجاؤں کے اقتدار کی بحالی کی کوششیں

اٹھارہویں صدی کے اواخر تک خوقندی تاجر مشرقی ترکستان اور پڑوس کی چینی مقبوضات میں چین کی برآمدات اور درآمدات پر چھا چکے تھے۔ ان خوقندی تاجروں کی اکثریت، نقشبندی سلسلۂ تصوّف کی پیروکار تھی۔ اکثر خوقندی تاجر خوجوں کے دو مختلف گروہوں (سفید اور سیاہ) کی نسل میں سے تھے۔ ۱۸۲۰ء تا ۱۸۶۰ء کے عرصہ میں خوجوں کی طرف سے مشرقی ترکستان پر دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کی نئی کوششوں میں ان خوقندی تاجروں کے اثر و نفوذ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ایک شخص جہانگیر خان آٹھ سالوں (۱۸۲۰ء تا ۱۸۲۸ء) تک چینیوں کو تگنی کا ناچ نچاتا رہا۔ جہانگیر خان کی گرفتاری کے بعد اس کے بھائی محمد یوسف نے خوقند کے علاقے کو مرکز بنا کر چینیوں کے خلاف مزاحمت جاری رکھی۔

محمد یوسف نے کاشغر میں نو ماہ تک چینی فوج کی ایک گیرژن کو محاصرے میں لیے رکھا۔ ان واقعات کے نتیجے میں ایک بار پھر مشرقی ترکستان کے باشندوں کا سیلاب مغربی ترکستان کی طرف چل نکلا۔ ۱۸۴۶ء میں محمد امین خواجہ نے خوقند خانیت کی حمایت سے ایک بار پھر علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ مگر محمد امین خواجہ کو مانچو افواج کے ہاتھوں شکست اٹھانی پڑی اور ان کے ہزاروں ساتھی مغربی ترکستان کی طرف بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۸۵۵ء میں بغاوت کا ایک اہم رہنما ولی خان تورے کاشغر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر چھ ماہ بعد مانچو افواج نے بالآخر اسے کاشغر سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا[12]۔

مانچو نظام کا خاتمہ اور یعقوب بیگ کا دورِ اقتدار

۱۸۵۰ء کے عشرے میں شروع ہونے والی مذکورہ بغاوت اور خانہ جنگی پر مکمل طور پر قابو پانا چینیوں کے بس کی بات نہ رہی۔ مانچو نظام دو عشروں تک جنگ افیون اور تائی پنگ بغاوت کے خلاف

جان توڑ جدوجہد کے نتیجے میں کمزور پڑ چکا تھا۔ متعدد دنگن (ہوئی) رہنما چینیوں سے اعلانیہ طور پر آزادی کا مطالبہ کرنے لگے تھے۔ بعض دیگر قبائل بھی اپنے مقامی مفادات کے حصول کی خاطر چینیوں کے خلاف سرگرم ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرقی ترکستان میں مانچو نظام زمین بوس ہو گیا۔ اب مشرقی ترکستان کے ترک باشندے کسی ایسے مسلم رہنما کی تلاش میں تھے جو چینیوں کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی تجارتی مفادات کے تحفظ اور اسلام کے دفاع کے لیے ان کی قیادت کرے۔ اہل مشرقی ترکستان کو یعقوب بیگ کی صورت میں مطلوبہ رہنما مل گیا[13]۔

یعقوب بیگ کا خاندانی پس منظر کیا ہے؟ اس کی ابتدائی زندگی کیسے گزری؟ اور وہ کیا سیاسی عوامل تھے جنہوں نے اس کی زندگی کو متاثر کیا؟ اس بارے میں معلومات متضاد مگر ناقص ہیں۔

یعقوب بیگ ۱۸۲۰ء کے قریب تاشقند کے نزدیک ایک گاؤں پشکند میں پیدا ہوا۔ اس کے والد اور دادا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قاضی تھے۔ مشہور ہے کہ یعقوب بیگ نے دینی تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ یعقوب بیگ بھی اپنی قسمت لڑانے ایک روز خوقند خانیت کے دربار میں جا پہنچا۔ ۱۸۴۷ء میں اسے قلعہ اک مست (Ak-Mescit) اب قزل اوردا (Kyzylorda) کی کمان سونپی گئی۔ ۱۸۵۲ء میں وہ ۲۶ دنوں تک روسی فوج کے محاصرے میں رہا۔ خوقند کے خان کی خدمت میں رہتے ہوئے یعقوب بیگ نے درباری سیاست کی باریکیوں سے آشنائی حاصل کی۔ اور یہیں سے اس نے اپنے مخالف پر بازی لے جانے کے گر سیکھے۔ ۱۸۶۳ء میں اسے تاشقند کا کمانڈر بنایا گیا۔ تاہم ۱۸۶۴ء میں روسی فوج نے شہر کے باہر اسے شکست سے دوچار کیا۔ شکست کے اس احساس نے عرصہ تک یعقوب بیگ کو پریشان کیے رکھا۔

مشرقی ترکستان میں مانچو عہد اقتدار کے خاتمے کے بعد کاشغر پر قبضہ مستحکم کرنے والے ایک کرغیز سردار صادق بیگ نے خوقند کے خان سے خوجاؤں کی نسل میں سے کسی سردار کو اس کی مدد کے لیے بھیجنے کی درخواست کی۔ خوقند کے خان نے درخواست کا مثبت جواب دیتے ہوئے جہانگیر خان (جس نے ۴۰ سال قبل کاشغیریہ پر کئی سالوں تک کامیاب حکومت کی تھی) کے بیٹے بزرگ خان کو سردار صادق بیگ کی مدد کے لیے بھیجا۔ خان نے فوج کے ایک مختصر دستے کے کمانڈر کی حیثیت سے یعقوب بیگ کو بھی بزرگ خان کے ہمراہ روانہ کیا۔ یعقوب بیگ جلد ہی اپنی قائدانہ صلاحیتوں، بے پناہ جرأت اور باغیوں کے خلاف مؤثر اقدامات کے نتیجے میں کاشغیریہ کی معروف شخصیت بن گیا۔

بزرگ خان کی شخصیت چونکہ ان تمام اوصاف سے خالی تھی اس لیے وہ اپنے فوجی کمانڈر یعقوب بیگ کے ساتھ رقابت کی آگ میں جلنے لگا۔ اس نے یعقوب بیگ کے خلاف سازشوں کا جال بننا شروع کیا مگر اسے نقصان پہنچانے میں ناکام رہا۔ پہلے پہل تو یعقوب بیگ خوجوں کی عوامی مقبولیت کا لحاظ کرتے ہوئے بزرگ خان کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھانے سے ہچکچاتا رہا، مگر جب پانی سر سے چڑھنے لگا

تو یعقوب بیگ نے بزرگ خان کو گرفتار کر کے اسے یانگی حصار Yangi Hisar میں ڈیڑھ سال کے لیے پسِ زنداں کر دیا۔ اسی دوران یعقوب بیگ مشرقی ترکستان پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا۔ ۱۸۶۷ء میں اس نے کوچا (Kucha)، ۱۸۶۹ء میں کورلہ (Korla) اور ۱۸۷۱ء میں ترفان (Turfan) پر قبضہ کر لیا۔ یعقوب بیگ اپنے اقتدار کو مزید وسعت دیتا مگر اسی سال ایلی (کلجہ) پر روسیوں کے قبضے نے یعقوب بیگ کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیے۔ یعقوب بیگ نے جب دیکھا کہ اس کے اقتدار کی بنیادیں مضبوط ہو گئی ہیں اور بزرگ خان اس کے اقتدار کے لیے خطرہ نہیں رہا ہے تو اس نے ۱۸۶۸ء میں بزرگ خان کو قید سے نکال کر تبت کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اب وہ حقیقی معنوں میں کاشغریہ کے اقتدار کا تنہا مالک تھا۔ یعقوب بیگ نے اقتدار پر قابض ہوتے ہی درج ذیل اقدامات کیے۔ (جاری ہے)